مرتبہ جناب ملک علم صاحب ص ۲۲ نیز ۴۶ تا ۲۸ اور ص ۲۵۷ حاشیہ ۲ مطبوعہ ۱۹۵۱ء۔
(اے) ان آف سیوا اے ص ۴۰۹۔

ٹ ایک ڈائنس آف اورنگ زیب ص ۳ - ۱۲۳ نیز مغل ایڈمنسٹریشن ص ۱۲۷۔

ٹ ایک ڈائنس آف اورنگ زیب ص ۸۴ نیز مغل ایڈمنسٹریشن ص ۱۲۶۔

ٹ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر از علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۵ مطبوعہ ۱۹۶۰ء۔

ٹ اسماعیلی شیعہ سیدنا امام جعفر صادقؒ (م ۱۴۸ھ) کے صاحبزادے سیدنا اسماعیلؒ سے انتساب کے سبب اسماعیلیہ کہلاتے ہیں۔ ان کا دوسرا نام تعلیمیہ بھی ہے۔ یہ امامیہ (اثنا عشری) فرقہ کی ہی ایک شاخ ہے جو جمہور امامیہ سے سیدنا جعفر صادقؒ کی جانشینی کے بارے میں اختلاف رکھتا ہے چنانچہ صرف سات اماموں کو تسلیم کرنے کے سبب ابتدا میں سبعیہ بھی کہلاتا تھا ملاحظہ ہو مذہب اور باطنی تعلیم از مرزا محمد سعید دہلوی ایم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس صفحات ۲۱۵ تا ۲۲۸ نیز ص ۳۰۔۳۲۳۔

ٹ لفظ بوہرا ہندی زبان کے لفظ بیوہرا (ब्योहरा) سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی روپیہ قرض دینے والا (Money - Lender) یا تاجر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بوہروں کا پہلا داعی عبداللہ یمن سے روانہ ہو کر ہندوستان میں کھنبائت (صوبہ گجرات) کے ساحل پر ۱۰۶۷ء میں وارد ہوا۔ اس کی تبلیغی مساعی نے قلیل عرصہ میں حیرتناک کامیابی حاصل کر لی۔ یہاں تک کہ گجرات کا راجہ سدھ راج جے سنگھ اور اس کی رعایا کی اکثریت اسماعیلی ہو گئی۔ ہندوستان کے بوہرے داؤدی اور خوجے اسماعیلیہ ہی کے باقیات ہیں۔ ان میں بوہرے نسبتاً ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ بوہرہ اسماعیلیہ جماعت دو بڑے فرقوں میں منقسم ہے جن میں سے ایک داؤد بن قطب شاہ کی رعایت سے داؤدیہ (داؤدی) اور دوسری شاخ سلیمان ابن یوسف کی پاسداری سے سلیمانیہ کہلاتی ہے۔ تعدادی لحاظ سے داؤدی فرقہ کو غلبہ حاصل ہے۔ چونکہ اس فرقہ کی غالب اکثریت

ہندو نژاد ہے اس لئے اسماعیلیوں کے بعض فرقے بہت سے ہندو رسم و رواج اور اعمال و عقائد مثلاً حلول و تناسخ کے قائل ہیں اور فاطمی خلیفہ حاکم کو خدا کا اوتار تسلیم کرتے ہیں۔ ان عقائد کے سبب غیر مسلم مورخین کا ان سے اظہار ہمدردی کرنا لازمی بات ہے۔

۳۵؎ کریسنٹ ان انڈیا ص ۵۸۹-۹۰۔

۳۶؎ سیواجی اینڈ ہز ٹائمز ص ۹۶، نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز ص ۱۷۷۔ کریسنٹ ان انڈیا ہندی ترجمہ ص ۵۹۰ نیز وِدُرُوہ کا مہادیر (ہندی) ص ۱۰۶ مصنف مسٹر ڈینس۔

۳۷؎ شیواجی اینڈ ہز ٹائمز ص ۹۶-۷

۳۸؎ ایضاً حاشیہ ص ۹۹ نیز اسی تصنیف کا ہندی ملخص ایڈیشن ص ۵۳-۵۴۔

۳۹؎ سیواجی اینڈ ہز ٹائمز ضمیمہ ص ۱۴۳۔

۴۰؎ کریسنٹ ان انڈیا ص ۵۸۸-۹۔

۴۱؎ نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز ص ۱۷۸ نیز سیواجی اینڈ ہز ٹائمز ص ۹۸۔

۴۲؎ ایضاً، ایضاً ص ۹۲، ۹۹۔

۴۳؎ سیواجی اینڈ ہز ٹائمز ص ۱۷۲، ۱۷۴ نیز نیو ہسٹری آف مرہٹاز ۲۳۹۔

۴۴؎ ایضاً۔ سورت کی اس غارت گری کے سلسلہ میں مرہٹی زبان کے تاریخی لٹریچر میں سورت کے ساتھ فخر و مباہات کے طور پر جا بجا "بے سورت" یعنی بدشکل کا استعمال کیا گیا ہے (ہندی زبان میں سورت اور صورت کا املا یکساں ہوتا ہے) ملاحظہ ہو نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز ہندی ایڈیشن ص ۱۷۸ ج ۱۔

۴۵؎ دیباچہ تاریخ سندھ۔

(ختم شد)

مُسلم خواتین اور تعلیم
(قرونِ اولیٰ اور وسطیٰ میں)

از پروفیسر ڈاکٹر آنسہ لعل بہا ، شعبۂ تاریخ پشاور یونیورسٹی ۔ پاکستان

علم کی فضیلت قرآن کریم اور احادیث نبوی میں کئی بار اور بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہے ۔ اور مسلمانوں کو تحصیل علم کی ہدایت اور تاکید کی گئی ہے ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نے نوع بشر پر جوان گنت احسانات کیئے اُن کی وجہ سے صنفِ نازک کے مقام و رُتبہ ، عزت و وقار اور حقوق میں جو انقلاب آفریں خوش آئند تغیّر ظہور پذیر ہوا ، اُس کی مثال تاریخ عالم میں کوئی دوسری قوم ، کوئی دوسری تہذیب اور کوئی دوسرا معاشرہ پیش نہیں کرسکتا ۔ شعبہ ہائے حیات میں مرد و زن کے حقوق میں ایک مساویانہ روش اختیار کی گئی ہے اور ضیائے علم سے بھی دونوں کو منوّر ہونے کی اجازت دی گئی ہے بلکہ تاکید کی گئی ہے ۔

صرف چند احادیث فضیلت علم کے بارے میں پیش کی جاتی ہیں ۔ ارشاد نبوی ؐ ہے : طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہے) ایک اور فرمانِ رسول ؐ ہے : من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع (جو شخص علم کی طلب میں نکلے ، وہ اللہ کی راہ میں ہے ، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹے)

ندیہ اقوال اُطلبوا العلم من المھد الی اللحد اور اطلبوا العلم ولوکان بالصین
م جھولے سے لے کر لحد تک علم حاصل کرو۔ اور تم علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے چین
انا پڑے) تو زبان زدِ عام ہیں۔

علم دین کا حاصل کرنا مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں ضروری قرار دیا گیا ہے۔
ق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں تک کو علم سکھانے کی تاکید فرما کر اسے باعث
اب بتایا ہے اور لڑکیوں کو علم و ادب سکھانے کی ہدایت فرمائی۔

مسجدِ نبویؐ کو اسلام کی اولین عظیم درس گاہ کا شرف حاصل ہوا۔ جہاں آنحضرت صلعم
صحاب کرامؓ کو درس دیتے رہتے تھے۔ اور اس طرح آپؐ نے اسلامی نظام تعلیم کی خود بنیاد
بھی اور نظارت بھی خود فرمائی۔

ابتدا میں مسلم خواتین ان درسوں میں شرکت نہیں کرتی تھیں۔ اور اُن کے مرد بھی اُن کو
سجد نبویؐ جانے سے روکتے تھے۔ نبی کریم صلعم نے ان کو حکم صادر فرمایا کہ "تم اللہ کی بندیوں
عورتوں) کو اللہ کی مساجد میں جانے سے نہ روکو" نتیجتاً مسلم خواتین کی ایک کثیر تعداد آپ کی
جالس وعظ و تعلیم میں حاضر ہونے لگی۔ اور آپؐ کی تعلیمات سے مستفید ہونے لگیں۔ مگر
ونکہ بعض زنانہ مسائل حضورؐ سے براہ راست نہیں معلوم ہو سکتے تھے۔ اس لئے مسلم خواتین
م المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہراتؓ سے اس بارے میں رجوع
رتیں، اور اس طرح خواتین کے مخصوص مذہبی مسائل سے وہ ان کو آگاہ کرتیں۔ خواتینِ انصار کا
وق و شوقِ علم مندرجہ ذیل حدیث سے عیاں ہوتا ہے:

وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رضؓ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ۔ لَمْ یَمْنَعْھُنَّ الْحَیَاءُ
ن یَتَفَقَّھْنَ فِی الدِّیْنِ (عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں کیا اچھی عورتیں ہیں۔
ن کو حیا نے اِس بات سے نہیں روکا کہ دین میں سمجھ حاصل کریں)

اگرچہ خواتین کو یہ سہولتیں حاصل ہو گئی تھیں۔ پھر بھی انھوں نے محسوس کیا کہ

انھیں ہفتہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے لئے مخصوص کرالینا چاہئے۔ چنانچہ آن کی درخواست پر ہفتہ میں ایک دن ان کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ اُس دن آپ ان کے سوالات کے جوابات دیتے، اور وعظ ونصیحت فرماتے۔ ان اجتماعات کے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے۔ مسلم خواتین غزوات میں اپنے جان و مال کے ذریعہ دل کھول کر مدد کرنے لگیں۔ نیز آپ صلعم نے خواتین کو یہ مشورہ بھی دیا کہ چرخہ کاتیں اور گھریلو صنعتوں میں دلچسپی لیں۔

اہلِ بیت میں ازواج مطہراتؓ، حضرت فاطمہؓ، ان کی صاحبزادیاںؓ اور پوتیاںؓ تحصیل علم اور فروغِ علم میں پیش پیش نظر آتی ہیں۔ اور اس طرح مسلم خواتین کے لئے ایک عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے رہبری اور رہنمائی فرماتی ہیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے تبحرِ علم کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ دین کا آدھا علم حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔ آپ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ جو فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "میں نے کسی ایک کو بھی معانی قرآن، احکام حلال وحرام، اشعارِ عرب اور علم الانساب میں عائشہؓ سے بڑھ کر نہیں پایا۔" فقہ کے علاوہ ان کو ادب اور طب میں بھی بڑا دخل تھا۔ حضرت عائشہؓ کو اسلام میں اولین معلمہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت عائشہؓ کا حلقۂ درس وتدریس بہت وسیع تھا۔ لڑکے، عورتیں اور جن مردوں سے حضرت عائشہؓ کا پردہ نہ تھا، وہ حجرہ کے اندر آکر مجلس میں بیٹھتے تھے۔ اور دوسرے لوگ حجرہ کے سامنے مسجدِ نبوی میں بیٹھتے۔ دروازہ پر پردہ پڑا رہتا۔ پردہ کی اوٹ میں وہ خود بیٹھ جاتیں، لوگ سوالات کرتے، یہ جوابات دیتیں، کبھی کوئی سلسلۂ بحث چھڑتا اور استاد شاگرد اس خاص موضوع پر گفتگو کرتے۔ کبھی خود کسی مسئلے کو چھیڑ کر بیان کرتیں اور لوگ خاموشی کے ساتھ سنتے۔ تابعین میں اُس عہد کے جو علمائے حدیث ان کے خوشہ چین نکلے ان میں اڑتالیسؓ عورتیں تھیں۔

امہات المومنین حضرت حفصہؓ اور حضرت اُمِ سلمہؓ دونوں پڑھنا اور لکھنا جانتی تھیں۔ آنحضرت صلعم کے حکم پر حضرت حفصہؓ نے پڑھنا لکھنا شفاء بنت عبد اللہ العدویہ سے سیکھا تھا۔ یہ حضرت عمرؓ کی رشتہ دار تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ شاعرہ بھی تھیں۔ اُن کی دختر زینب بنت ابوسلمہ اپنے وقت کی عورتوں میں بہت بڑی فقیہہ تھیں۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ قرآن پاک، حدیث کے ساتھ عروض میں بھی درک رکھتی تھیں اور بہترین خطیبہ تھیں۔ ان کی صاحبزادیاں حضرت زینبؓ اور حضرت اُمِ کلثومؓ زیورِ علم سے آراستہ تھیں۔ ان کی پوتیاں حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ صغریٰ تعلیم یافتہ خواتین تھیں۔ حضرت سکینہ کو شاعری اور ادب سے لگاؤ تھا۔ مدینہ منورہ میں ان کی قیام گاہ، مرجع علماء، فقہاء، شعراء اور ادباء تھی۔ حضرت عائشہؓ کی بھانجی عائشہ بنت طلحہ جو آپ ہی کی تربیت یافتہ تھیں، بہت بڑی عالمہ تھیں۔

عہد بنو عباس کی اولین دو صدیاں اور اندلس میں دولت بنو امیہ کا عروج مسلمانوں کے سیاسی اور ذہنی ارتقاء کی انتہا ثابت ہوا۔ اِس سُنہری دَور میں مسلمانوں نے علوم و فنون میں جو بے مثال ترقی کی، اس سے بعد میں مغربی دنیا نے اپنی شمعِ علم روشن کی۔

اُس زمانے میں درس و تدریس کا قدیم طریقہ رائج تھا، اور مساجد میں اور علماء کے ہاں حلقے اور مجالس منعقد ہوتی تھیں اور ذوق و شوق علم کا یہ عالم بیان کیا گیا ہے کہ ایک ایک حلقۂ درس میں ہزاروں کی تعداد میں حاضرین ہوتے تھے جن میں لکھنے والے اور سننے والے دونوں شامل ہوتے تھے۔ امراء، رؤساء، خلفاء کے یہاں مجالس بھی منعقد ہوتی تھیں۔ مگر اس کے ساتھ تعلیم کی نوعیت و ماہیت اور درس و تدریس میں ایک بڑا انقلاب آیا۔ باقاعدہ اور منظم تعلیم کے لئے مدارس، کلیات، جامعات اور اکادمیاں معرض وجود میں آنے لگیں۔ جن کی سرپرستی خلفاء، وزراء، امراء اور علماء کرنے لگے۔ بغداد میں بیت الحکمۃ اور نظامیہ جیسے شاندار تحقیقی اور علمی ادارے قائم ہوئے، جن میں اساتذہ کے لئے تنخواہوں اور طلباء کے لئے وظائف کا

انتظام بھی کیا گیا۔ نظامیہ کی طرز پر خراسان، عراق، شام اور مصر میں سینکڑوں مدارس تعمیر کیے گئے۔

دنیائے اسلام میں چاروں طرف شمع علم روشن تھی اور دخترانِ اسلام نے بھی اس کی روشنی میں بہت کچھ سیکھا۔ یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ علوم و فنون کی اتنی زیادہ ترقی اور وسیع پیمانے پر پھیلاؤ دخترانِ اسلام کے ذوق و شوق کے لئے باعث کشش نہ ہوا ہو۔ اور تاریخ اسلام ایسی روشن اور قابل فخر مثالوں سے بھری پڑی ہے جن ادوار کا ذکر ہو رہا ہے ان میں خواتین اسلام نے قابلِ ستائش علمی سرگرمیوں کا ثبوت دیا ہے۔

کئی خواتین زمرۂ علماء میں شامل تھیں اور کئی علماء اور فقہاء کی ماؤں اور بہنوں نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کی علم کی کٹھن راہوں میں راہبری کی، امام ابن جوزیؒ کی پھوپھی ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام صحیح طور پر نہ کرتیں تو ہم ان جیسے جلیل القدر امام سے محروم رہتے۔ اگر امام ربیعۃ الرائیؒ (استاد امام مالکؒ و حسن بصریؒ) کی والدہ ماجدہ ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہ دیتیں تو وہ اتنے بلند پایہ امام و عالم نہ ہوتے۔ اگر قاضی زادۂ روم کی خواہر اُن کی مالی اعانت نہ کرتیں تو شرح چغمنی (عربی کی ریاضیات پر کتاب) جیسی نادر کتاب ہمارے کتب خانوں کی کیونکر زینت بنتی؟ اسی طرح اگر امام بخاریؒ کی والدہ ماجدہ اور ان کی خواہران کی کفالت نہ کرتیں تو ہم کو صحیح بخاری شریف کہاں سے ملتی؟

ہمیں علماء خواتین کی تعداد ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ امام حافظ ابن عساکر مؤرخِ دمشق نے فن حدیث جن علماء سے سیکھا اُن میں اسّی ۸۰ سے زیادہ خواتین تھیں۔ حافظ ابن حجرؒ کے اساتذہ میں کئی عورتیں شامل تھیں۔ علامہ سیوطی کی معلمہ آسیۃ الکمال کو علم حدیث میں کمال تھا۔ بوران خلیفہ مامون الرشید کی ملکہ جید عالمہ تھیں۔ رضیہ جو

نجم سیدہ کے لقب سے مشہور تھیں، شاعرہ اور مؤرخہ تھیں۔ علماء اور فضلاء کی محفلوں میں شرکت کرتی تھیں۔ اسی طرح شہدہ خاتون جید عالمہ تھیں اور حدیث، تاریخ اور ادب میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ ان کے ہم عصر بغداد کے کئی علماء کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ شیخہ سیدہ فخر النساء جامع مسجد بغداد میں کثیر التعداد حاضرین کے سامنے علم کلام، شاعری اور ادب پر بڑے بلیغ خطبے دیا کرتی تھیں۔ یہی وجہ ان کے فخر النساء کہلانے کی ہوئی۔ فاطمہ بغدادیہ جو مصر میں سکونت پذیر ہوگئی تھیں، نہایت جلیل القدر واعظہ تھیں۔ ان کی مجلس وعظ میں اکابرین حتیٰ کہ شاہ مصر بھی شرکت کرتے تھے۔ صبح کے وقت وہ عورتوں کو فقہ و حدیث کا درس دیا کرتی تھیں۔ جن میں تقریباً پچاس ساٹھ طالبات شریک ہوتی تھیں۔

اسپین میں جب اموی خاندان عروج پر تھا۔ علوم و فنون میں مسلم خواتین نے قابلِ رشک کمال حاصل کیا۔ قرطبہ، غرناطہ، طلیطلہ اور اشبیلیہ میں کثیر تعداد میں عالمہ اور فاضلہ عورتیں موجود تھیں۔ وہ کالج کے کمروں میں لڑکوں کے ساتھ لیکچر سنتی تھیں، شاعری کرتی تھیں اور ادبی مذاکروں اور مجمعوں میں مردوں کے مدمقابل آتی تھیں۔ حفید بن زہر اشبیلیہ کے مشہور طبیب کی بہن اور بھانجی طب اور معالجات میں عالمہ تھیں اور امراضِ نسواں کے معالجے میں ان کو مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ خلیفہ منصور (فرماں روائے اندلس) کے محلات کا علاج اُن کے سپرد تھا۔

اسلامی معاشرے کے اونچے اور اوسط طبقوں میں خواتین اتنی کثرت سے زیورِ علم آراستہ ہورہی تھیں تو ایسی سازگار اور خوشگوار فضا میں کنیزوں اور لونڈیوں تک کو علم سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم ہوئے اور بہت سی باندیوں نے اپنے دامنوں کو علمی جواہر پاروں سے بھرا۔ خلفاء اور امراء کی حرم سراؤں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ کنیزیں داخل ہوتی تھیں۔ ہارون الرشید کی ملکہ زبیدہ کی کنیزوں میں سے سو کنیزیں